

تبصرے

سیرت مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ از مولانا محمد میاں صاحب شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی۔ کتابت
جلی اور طباعت بہتر۔ ضخامت ۳۴ صفحات۔ قیمت مجلد ۲۰ روپے۔ کتابستان، قاسم جان
اسٹریٹ دہلی - ۶

یہ کتاب جو سلسلہ کی جلد اول ہے، اگرچہ مضمون اس کا سیرت مبارکہ ہی ہے لیکن اس کی ترتیب
خالص تبلیغی اور دعوتی ہے۔ چنانچہ پہلے انسان۔ زندگی اور موت کی حقیقت پر ایک بے تکلف مکالمہ
کی شکل میں گفتگو کرنے کے بعد مذہب اور پیغمبروں کی ضرورت ثابت کی گئی ہے اور اس کے بعد مشہور
پیغمبروں اور کتب سماویہ کے حالات قرآن اور انجیل مقدس کے بیانات کی روشنی میں لکھے گئے ہیں پھر
عرب قبل اسلام پر ایک خاص طویل باب ہے اور اس کے بعد سیرت شروع ہو جاتی ہے، اس سلسلہ میں
مولانا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی۔ خاندانی اور خانگی حالات و سوانح اہل آپ کی تعلیمات
اور اخلاق و فضائل ان سب کو ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح فطاطلط کر دیا گیا ہے کہ ہمیشہ
ایک اعلیٰ ترین انسان کے آپ کی شخصیت کا پیکر ابھر کر ایک غیر مسلم کو بھی متاثر کر سکے، اس لحاظ سے
بڑی عمدہ اور مقصد میں کامیاب کتاب ہے، زبان سلیس اور نڈنڈا زبان تکلف و دل نشین ہے
اگر مولانا کے سامنے علامہ کتابی کی الترابی ادارہ اور جواد علی کی العرب قبل اسلام ہوتیں تو وہ
کتاب کو اور دنیا وہ بہتر بنا سکتے تھے، ہر حال کتاب جو متعدد مطبوعہ مقالات پر اس طرح مشتمل
ہے کہ ان مقالات کے نمائندہ ہیچ اور فہرست مضامین اور چند اشتہارات بھی درمیان میں آگئے
ہیں۔ قابل قدر لائق مطالعہ ہے، لیکن بعض جگہ عربی عبارت کا ترجمہ فطاطط ہو گیا ہے، مثلاً ۶۱

علاوہ اسی اس کا شکار ہو گئے، واقعہ ہے کہ بہادری، سخاوت، فیاضی اور غیرت و حمیت وغیرہ جو اوصاف عرب قبل از اسلام کے بیان کئے جاتے ہیں وہ حد اعتدال اور قدر حقیقی سے تجاوز نہونے کے باعث اخلاقِ حمیدہ میں ہی نہیں اور اس بنا پر فلسفہ اخلاق کی رو سے وہ ”فضائل“ میں نہیں۔ بلکہ رذائل میں شمار ہونے کے لائق! چنانچہ ان کی بہادری کو ہم فلسفہ اخلاق کی اصطلاح میں شجاعت نہیں، بلکہ شہوان کی سخاوت کو جو نہیں بلکہ اسراف و تبذیر اور ان کی غیرت کو غیرت نہیں، بلکہ کبر نفس کہیں گے قس علیٰ ہذا ۱۔ دوسری قسم کی اعتقادی اور عملی گمراہیوں کے ساتھ مل کر یہی رذائل ہیں جنہوں نے ان عربوں کو ”فی ضلال مبین“ کا مصداق بنا دیا تھا، آخر میں یہی عرض کر دوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فقروفاقد کے متعلق عام طور پر جو روایات مشہور ہیں وہ بہت زیادہ محل نظر میں اور اس کے وجوہ یہ ہیں :

(۱) قرآن میں ہے: ”ووجدك عائلاً فاغنى“ اللہ نے آپ کو تنگ دست پایا تو آپ

کو فنی بنا دیا۔

(۲) ہزاروں انسان تھے جو پروانوں کی طرح آپ پر فدا تھے اور یہ سب اصحابِ صغیر ہی تونہ تھے، بلکن میں ابو بکر، عثمان غنی اور عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہم) جیسے دولت مند اور ربابِ شہرت بھی تو تھے، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کاشانہ نبوت میں نائقے پہ فاقے چھوئے اور ان حضرات کو خبر بھی نہ ہو۔

(۳) اہل و عیال کے لئے نان نفقہ کا بند و بست فرض ہے، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کا بند و بست ضرور کیا ہوگا، پھر کیا یہ ممکن ہے کہ حضور نے ان سب کے لئے یہ انتظام کر دیا، مگر خود بھوکے رہے۔

(۴) بھوکا رہنا اسلام میں محمود نہیں۔ مذموم ہے اور اللہ کی ناشکری ہے۔

(۵) آخر حضور کے لئے کیا چیز نہیں تھی جس کے باعث آپ کو مسلسل فاقوں کی فورت آئے۔ حقیقت اس طرح کی باتیں ہمارے صوفیاء اور واعظوں نے مشہور کر رکھی ہیں۔ چنانچہ

ابن الحامونہ کا ترجمہ: ”کہاں ہیں ہمارے حمایتی“ صحیح نہیں ہے، کیوں کہ یہ ”نا“ ضمیر جمع مکمل نہیں ہے، بلکہ حامون جمع حمایتی کی ہے اور لغت اشباح کا ہے اسی طرح اس شعر میں ”معشر“ کا ترجمہ ”گروہ“ ہونا چاہیے نہ کہ ”معاشرہ“ دونوں میں بہت فرق ہے۔ ج ۱ ص ۶۱ پر ”تکسب المعلوم“ کا ترجمہ: ”آپ ایسے احسانات کرتے ہیں اور ایسی خدمات انجام دیتے ہیں جن کی نظیر نہیں ملتی“ کے بجائے صحیح ترجمہ یہ ہو گا کہ ”جو لوگ کچھ آمدنی نہیں رکھتے آپ ان کے لئے آمدنی کا ذریعہ ہم پہنچاتے ہیں“ علاوہ انہیں ”تقرئ الصنیف“ کا بھی صحیح ترجمہ یہ ہو گا کہ آپ جہان کی خاطر مدارات کرتے ہیں“ نہ یہ کہ ”باہر کے مسافر جو بے ٹھکانہ ہوتے ہیں آپ ان کو اپنا جہان بناتے ہیں“ ص ۱۱۵ پر ”عصمة الاداہل“ کا ترجمہ ”یوہ عورتوں کی عصمتوں کے محافظ“ کی جگہ ”یوہ عورتوں کی حفاظت گاہ“ زیادہ موزوں رہے گا۔ عام مفسرین کی طرح جن آیات میں حضورؐ کو خطاب کیا گیا ہے مولانا نے بھی وہاں لفظ ”تو“ اور واحد مخاطب کا صیغہ استعمال کیا ہے، لیکن درحقیقت دل کو یہ بڑا شاق گذرتا ہے پھر مولانا نے عرب قبل اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس میں تضاد پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ ص ۷۷ پر آپ نے عربوں کو اخلاق و عادات اور اوصاف و کمالات کے اعتبار سے اس زمانہ کی بے نظیر قوم قرار دیا ہے ”سچ میں نہیں آتا کہ اگر مولانا کا یہ بیان صحیح ہے تو قرآن میں ان کے متعلق ”وان کاوا من قبل لفق ضلال مبین“ کیوں فرمایا گیا چنانچہ آگے چل کر مولانا خود لکھتے ہیں جن سے سابقہ بیان کی تردید ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:

”مختصر یہ کہ انسانیت کی تمام شریف خصلتوں کے چراغ گل تھے۔ قریش جیسے قبائل اگرچہ تمدن میں اپنا مقام رکھتے تھے، مگر ریح تمدن سے وہ بھی محروم تمدن کی کاروباری منڈیاں بڑھ رہی تھیں مگر اخلاق کی جنس ان میں ناپید تھی“ ص ۲۳۵، علاوہ انہیں اخلاقی معائب کی آپ نے ایک جگہ ایک طویل نہرست دی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے ”عرب ان تمام بیاریوں کے طلاق... ص ۲۳۶ اصل یہ کہ اس معاملہ میں مشرقیوں کے ایک طبقے نے عرب قبل از اسلام کے متعلق ایک بہت غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے پھر عرب قومیت کے علمبرداروں نے اسے اور جھوادی اور ہمارے عقیدہ پرند